مکر کا بُت انسانی معاشرے کو دکھوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

مغربی قوموں کا مکر ان کا دُہرا میعار ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ /اگست ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۴﴾ (الرعد:۳۴)

پھر فرمایا:۔

گزشتہ خطبوں میں تبتل الی اللہ کا مضمون بیان ہوتا رہا ہے اور آج بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ میں جماعت کو یہ سمجھا رہا ہوں کہ ہر انسان نے اپنے لئے خدا کے سوا کچھ بت گھڑ رکھے ہوتے ہیں اور اکثر صورتوں میں یہ بت خود انسان کی اپنی نظر سے بھی مخفی رہتا ہے ورنہ ممکن نہیں کہ کوئی بھی مؤحد، توحید کا بندہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی خدا کا شرک کرے لیکن قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے ان بتوں کا ذکر فرمایا ہے اور ایک ایک بت کو ننگا کر کے ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے اور پھر اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی برائیوں اور خطرات سے بھی خوب آگاہ فرما دیا ہے اس لئے قرآن کریم کے حوالے سے پہلے ایک بہت ہی بڑے بت کا ذکر کر چکا ہوں یعنی جھوٹ کا۔ اب کچھ

اور بتوں کے ذکر چلیں گے جن کو قرآن کریم بے پردہ کر کے ہمارے سامنے رکھتا ہے اور ہمیں مخاطب فرما کر یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ گو ہم بھی توحید کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کچھ نہ کچھ شرک کے مخفی پہلو ہمارے اندر موجود رہتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ کرتا ہوں اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ یہاں مَنْ سے مراد خدا تعالیٰ ہے۔ پس وہ خدا جو ہر جان کے اوپر پوری طرح نگران کھڑا ہے کہ وہ کیا کما رہی ہے اور کیا حرکتیں کر رہی ہے کیا اُس کو چھوڑ کر تم کوئی اور معبود بھی اختیار کر سکتے ہو؟ وہ ایسا خدا ہے جس کی نظر سے تمہارا کوئی فعل بچ نہیں سکتا، نیتوں کی باریک ترین آماجگاہوں سے وہ واقف ہے، جہاں بدی کی نیتیں بھی پلتی ہیں اور جہاں نیکیوں کی نیتیں بھی پلتی ہیں ان جگہوں پر اس کی نگاہ ہے۔ اس سے بچ کر، مخفی رہ کر تم کوئی فعل نہیں کر سکتے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اور اس کے باوجود حال یہ ہے کہ ان لوگوں نے خدا کے لئے شریک بنا رکھے ہیں قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ ان سے کہو کہ ان کے نام تو بتاؤ وہ بت گِنا کر تو دکھاؤ کہ وہ کون کون سے بت ہیں۔ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ کیا تم خدا کو زمین میں ہونے والی ان باتوں سے آگاہ کرو گے جن سے واقف نہیں؟

اس سوال کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تمہارے دل کے مخفی در مخفی حالات سے بھی واقف ہے اس کو چھوڑ کر تم کہاں جاؤ گے کس کی پناہ میں آؤ گے؟ کس کے پردے کے پیچھے چھپو گے؟ بتوں کے ذکر میں فرمایا کہ تم نے جو بت بنا رکھے ہیں ان کے نام تو بتاؤ اُن کے حالات تو بیان کرو کیا تم زمین میں ہونے والی اُن باتوں سے خدا کو آگاہ کرو گے جو خدا کے علم میں نہیں؟ یعنی خدا کا کوئی شریک نہیں، اس کے ساتھ کوئی جھوٹا بت نہیں، یہ تو خدا کے علم میں ہے اور جو تم نے بت بنائے ہوئے ہیں اُن کی کوئی حقیقت نہیں۔ پس کوئی خدا، خدا کے سوا نہیں۔ یہ وہی مضمون ہے جو بیان ہو رہا ہے۔ فرماتا ہے بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ خدا کے سوا شریک تو نہیں ہے لیکن مکر کا ایک بت ضرور ہے جو اُن لوگوں نے بنا رکھا ہے۔ پس سَمُّوْهُمْ کے بعد خدا نے خود ایک بت کا نام لے دیا ہے۔ فرمایا تم تو نام گنا نہیں سکتے کیونکہ تم ان بتوں کو پہچانتے نہیں۔ تم نے خدا کے سوا فرضی مددگار بنا رکھے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ آؤ ہم تمہیں اُن کی حقیقت سے آگاہ کریں تا کہ تمہیں علم

ہو کہ ان بتوں کا کوئی بھی وجود نہیں ۔محض دھوکہ ہی دھوکہ ہے پس ایک نام خدا نے مکر بیان فرمایا وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ وہ مکر کرتے ہیں، مکر کو خدا بناتے ہیں اور یہ باتیں اُن کو اچھی لگتی ہیں جتنا بڑا مکار ہو اس کا مکر اُتنا ہی زیادہ خوبصورت کر کے دکھایا جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں نے کمال کر دیا۔ ایسے بڑے بڑے فریب کئے ہیں کہ کوئی اُن کو سمجھ نہیں سکا کوئی میری نیتوں کی کُنہ کو پا نہیں سکا پس جتنا بڑا فریبی ہوا تنا ہی زیادہ وہ اپنے فریب کو خوبصورت سمجھتا ہے لیکن نتیجہ کیا نکلتا ہے وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ کہ سب مکر کرنے والے سچی اور سیدھی راہ سے محروم رہ جاتے ہیں اور ان کے مکر خود ان کی راہ میں آ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ صراط مستقیم کی خوبیوں اور منافع سے عاری ہو کر ایک باطل زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ اس مضمون کو مزید کھولتے ہوئے فرمایا وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ کیونکہ صراط مستقیم کے بعد ضالین سے بچنے کی دعا سکھائی گئی تھی۔ فرمایا کہ ان کا مکر انہیں کہاں لے جاتا ہے صراط مستقیم سے محرومی کے بعد یہ ضالین میں شمار ہو جاتے ہیں اور جن کو اللہ گمراہ ٹھہرا دے اُن کے لئے پھر کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ تو کیسے مکر ہیں، کیسے فریب ہیں جن کے نتیجہ میں انسان راہ سے کھو یا جائے اور ہر اچھی چیز سے محروم رہ کر بدیوں کی طرف بگٹٹ دوڑنے لگے جس کا انجام ذلالت کے سوا کچھ نہ ہو یہ تو کوئی نفع کا سودا نہیں۔

مکر کا بت جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے انسانی معاشرے کو طرح طرح کے دکھوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور انسان بحیثیت انسان کے بھی محروم رہتا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے بیان فرمایا لیکن جو معاشرہ مکر میں مبتلا ہو جائے وہ پھر سارا معاشرہ گمراہ ہو جاتا ہے اور ہماری اکثر معاشرتی برائیاں جھوٹ کے بعد مکر سے منسلک ہوتی ہیں۔ مکر بھی جھوٹ ہی کی قسم ہے مگر ایک فرق یہ ہے کہ جھوٹ زبان سے خلاف واقعہ بات کو دھوکے کی خاطر بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ بعض دفعہ خلاف واقعہ بات دھوکے کی خاطر نہیں بلکہ تعجب کے اظہار کے لئے بیان کی جاتی ہے ایسی بات جس کے متعلق کہنے والے کو یقین ہوتا ہے کہ وہ سراسر اس سے دھوکہ نہیں کھائے گا بلکہ حقیقت پا جائے گا اس کو جھوٹ نہیں کہتے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے بڑے بت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس سے پوچھ لو کس نے ان کو مارا ہے؟ اب وہ بات ایسی تھی کہ بڑے بت سے کیسے پوچھا جا سکتا تھا۔ بَلْ فَعَلَهٗ (الانبیاء:۶۴) کی ایک ضمیر اس بت کی طرف بھی جاتی ہے اور جماعت احمدیہ میں جو تفسیر کی جاتی ہے اس کے سوا اور معنی

کر کے حضرت ابراہیمؑ کو الزام سے بچایا جاتا ہے مگر میرے نزدیک بَلْ فَعَلَهٗ سے مراد یہ بھی لی جائے کہ اس بت نے ایسا کیا ہے اس سے پوچھ لو تو ہرگز جھوٹ نہیں کیونکہ اس کے نتیجہ میں کسی ایک شخص کو بھی دھوکہ نہیں ہو سکتا تھا کہ واقعتاً ابراہیمؑ یہی کہنا چاہتے ہیں اور یہ بڑا بت واقعۃً چھوٹے بتوں کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا تھا۔ پس ایسا بیان جو دھوکہ دینے کی خاطر نہیں بلکہ سچائی دکھانے کی خاطر ہو بظاہر خلاف واقعہ ہے لیکن نیّت بھی سچائی کی ہے اور نتیجہ بھی سچائی نکلتا ہے تو اُس کو جھوٹ کہنا غلط ہے۔

اب کوئی آدمی روزمرّہ کی باتوں میں بھی ایسی بات کر دیتا ہے کہ اس کو زمین کھا گئی اس کو آسمان کھا گیا اب کون پاگل ہے جو اس کو جھوٹا قرار دے گا۔ یہ محاورہ ہے سچائی کے اظہار کے لئے نہ کہ چھوٹی بات کے بیان کی خاطر۔ تو اس کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اس لئے میں نے جھوٹ کی یہ تعریف کی کہ ایسا بیان جو واقعہ کے خلاف بھی ہو دھوکہ دہی کی خاطر بیان کیا گیا ہو اور اس سے لوگ دھوکہ کھا سکتے ہوں۔ یہ تینوں باتیں جب اکٹھی ہو جائیں تو کلام جھوٹا ہو جاتا ہے لیکن بعض افعال ہیں جن میں لفظ استعمال نہیں ہوتے ان میں بھی اگر نیت دھوکہ دینے کی ہو اور جھوٹ دکھانے کی نیت ہو تو وہ افعال مکر میں داخل ہو جاتے ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنگ کے وقت مکر سے کام لیا جا سکتا ہے ایسا مکر جو جھوٹ نہ ہو لیکن دشمن کو غلط تاثر پیدا کر دے۔ پس اس حد تک مکر کی اجازت ہے جہاں بڑے مصالح خطرے میں ہوں اور جھوٹ بولے بغیر کوئی منفعت حاصل کی جا سکتی ہو۔ وہ دراصل ذہانت کی ایک کھیل ہے فرمایا الحرب خُدعَةٌ (بخاری کتاب الجہاد حدیث نمبر: ۲۸۰۴) کہ لڑائی میں تو دونوں طرف سے چالبازیاں ہوتی ہیں دشمن جھوٹ بول کر بھی چالبازیاں کرتا ہے۔ مومن کی زبان بند ہے وہ جھوٹ بول نہیں سکتا لیکن وہ Intelligence کے ذریعہ بہتر حکمت کے استعمال کے ذریعہ ایسی حرکتیں ضرور کر سکتا ہے جس سے دشمن غلط نتیجے نکالے اور وہ غلط نتیجہ نکالنا دشمن کی ذمہ داری ہوگی کیونکہ ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کی خاطر، ایک دوسرے کو تباہ کرنے کے لئے دونوں اکٹھے ہوئے ہیں دونوں کو عقل سے کام لینا چاہئے۔ یہ کھلا چیلنج ہے ان شرائط کے ساتھ وہاں مکر کی اجازت ہے اُسے مکر خیر کہیں گے مکر بد نہیں کہیں گے۔ باقی تمام امور میں ہر وہ مکر جس میں بدی کی نیت ہو گناہ ہے اور اس سے پرہیز لازم ہے لیکن ہماری سوسائٹی میں مکر بھی جھوٹ کی طرح روزمرّہ داخل ہو چکا ہے۔ اتنی دھوکہ بازی ہے کہ تجارت میں دھوکہ ہو گیا، لین دین کے معاملات میں دھوکے ہو گئے، گواہیوں میں

اگر جھوٹ نہیں بولا جا رہا تو دھوکے سے کام لیا جا رہا ہے، رشتے مانگنے میں دھوکے سے کام لیا جا رہا ہے، رشتے دیتے ہوئے دھوکوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ ساری سوسائٹی میں جو دکھ پھیلے ہوئے ہیں ان میں اگر آپ تلاش کریں گے تو جھوٹ کے بعد سب سے زیادہ مجرم مکر دکھائی دے گا۔ یوں لگتا ہے کہ مکاری کے بغیر دنیا کے معاملات چل ہی نہیں سکتے۔ قرآن کریم نے اسے شرک قرار دیا اور شرکاء کی فہرست میں اسے داخل فرمایا۔ ان جھوٹے شریکوں کی فہرست میں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں مگر تمہیں ان کا تصور بہت خوبصورت بنا کر دکھایا گیا ہے اور تم سمجھتے ہو کہ اس جھوٹے خدا کے ذریعہ تم اپنے کام لے لو گے مگر نتیجۃً لازماً تمہیں نقصان ہوگا۔ تم صراط مستقیم سے ہٹ جاؤ گے اور طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

پس جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہمارا معاشرہ کلیۃً مکر سے پاک ہونا چاہئے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مدّ مقابل پر اگر جان لیوا دشمن بھی ہو تب بھی جھوٹ سے کام نہیں لینا لیکن مکر سے ان معنوں میں کہ حکمت عملی ایسی اختیار کی جائے کہ جس سے خود دشمن نتیجہ نکالے اُس حد تک آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے تابع مکر جائز ہے اور اسے مکر خیر کہیں گے، ہر وہ مکر جو کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے یا اپنے ناجائز حق لینے کے لئے استعمال کیا جائے وہ مکر بد ہے۔ اس مکر کا جس کا میں نے ذکر کیا ہے یعنی جنگ کے دوران مکر اس میں اپنی جان کی حفاظت کی گئی ہے۔ جو انسان کا جائز حق ہے اس مکر کے نتیجہ میں فریب کاری کے ذریعہ کوئی ایسی چیز طلب نہیں کی گئی جس کا انسان کو حق نہ ہو۔ زندہ رہنے کا حق امن کا حق ہے، دشمن یہ دونوں حق چھیننے کے لئے نکلا ہے۔ پس اپنے حقوق کو بچانے کے لئے نیک نیت کے ساتھ جھوٹ بولے بغیر حکمت سے کام لیتے ہوئے مفادات کی حفاظت کر لینا۔ یہ مکر سیئی یعنی برا مکر نہیں کہلا سکتا۔ ایک سچا مکر ہے اور نیک مکر ہے لیکن اس کے سوا سوسائٹی میں جتنی باتیں پائی جاتی ہیں ان میں مکر کی یہ تعریف داخل ہے اور آپ ذرا تلاش کر کے دیکھیں ہر جگہ آپ کو مل جائے گی کہ ایسا مکر کیا جاتا ہے جس میں اپنے حق سے زیادہ ناجائز لینے کی کوشش ہوتی ہے یا مدمقابل کو اس کے جائز حق سے محروم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بیاہ شادی اور رشتوں میں تو یہ مکر بہت ہی چلتا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی معاشرہ میں مکر وفریب کی اتنی عادتیں پڑ چکی ہیں کہ ہمارے ہاں تو تاریخی طور پر کہتے ہیں کہ کسی عورت نے اگر کسی کے اوپر الزام لگانا ہو کہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے مثلاً

ساس اگر بہو پر یہ الزام لگانا چاہے تو کہتے ہیں اٹوانٹی کھٹوانٹی لے کر پڑ گئی۔ سارا دن لڑائی کی اور جب بہو کا خاوند اپنا بیٹا گھر آیا تو چادر لے کر بستر کے اوپر لیٹ گئی کہ میں آج اس کے ظلموں سے مر چلی ہوں۔ مکر خواہ بہو کی طرف سے ہو یا ساس کی طرف سے مکر بد ہی ہے اور ناجائز ظلم کسی پر کروانے کی خاطر کیا جاتا ہے لیکن یہ تو معمولی سی مثال ہے میں نے تفصیل سے جائزہ لے کر دیکھا ہے ابھی تک احمدیوں میں بھی مکر کا استعمال جاری ہے اور اس کے نتیجہ میں ہماری سوسائٹی میں ابھی تک بہت دکھ موجود ہیں۔ خصوصاً مالی لین دین میں، تجارتوں میں اور رشتے داریوں کے تعلقات میں ابھی تک ایک حصہ جماعت احمدیہ میں ایسا ہے جو مکر سے کام لیتا ہے اور اُن کا مکر تب باہر نکلتا ہے جب تعلقات زیادہ بگڑ جاتے ہیں، جب مقدمات کی صورت اختیار کر جاتے ہیں، جب قضاء میں شکائتیں آتی ہیں یا براہ راست مجھے شکائتیں پہنچتی ہیں تو پتا چلتا ہے کہ یہاں ایک جھوٹے بت کی عبادت ہو رہی تھی اور اس بت نے دھوکہ دیا جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا تھا کہ خدا کے سوا کوئی حقیقی خدا نہیں ہے۔ جن بتوں کو تم نے گھڑ رکھا ہے ان کی عبادتیں کرتے ہو تو کرو لیکن تم ان سے ضرور نقصان اُٹھاؤ گے کیونکہ جھوٹ سے اور فریب سے انسان کو بالحقیقت آخر کار نقصان پہنچتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ان باتوں پر بہت باریک نظر تھی کہ سوسائٹی میں کسی قسم کا بھی فریب نہ آئے چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت اقدس محمد ﷺ بازار سے گزر رہے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہتے ہیں:

”ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مر علی صبرة طعام فادخل یدہ فیھا فنا لت اصابعه بللا فقال ما ھذا یا صاحب الطعام قال اصابتهُ السمآء یارسول اللّٰہ قال افلا جعلته فوق الطعام حَتّٰی کی یراہ الناسُ من غش فلیس مِنّا“

(مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر: ۱۴۷)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ بازار میں سے گزر رہے تھے کہ گندم کی یا کسی اور جنس کی ایک ڈھیری دیکھی جو کھانے کے لئے استعمال ہوتی ہے اس کو ”طعام“ کے طور بیان فرمایا گیا ہے تو آپؐ نے کھانے پینے کی اجناس میں سے ایک جنس کی ڈھیری دیکھی آنحضور ﷺ نے

آگے بڑھ کر اس میں گہرا ہاتھ آگے داخل کر دیا جب باہر نکلا تو انگلیوں پر نمی لگی ہوئی تھی آپؐ نے ڈھیری بیچنے والے سے پوچھا کہ اے ڈھیری والے یہ کیا دیکھ رہا ہوں یہ نمی کیسی؟ تو اس نے بڑی ہوشیاری سے جواب دیا **اصابتہ السماء** اسے تو آسمان پہنچا ہے۔**سماء** بارش کو بھی کہتے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ بارش اُتری ہے۔ زمین کا گناہ آسمان کی طرف منسوب کر دیا یہ ایک مکر تھا، وہ ڈھیری بھی مکر کی ایک تصویر تھی اور یہ جواب بھی مکر کا ایک بیان تھا کہ یا رسول ﷺ کہ میرا کیا قصور ہے آسمان پہنچا ہے، آسمان سے بلا نازل ہوئی اُس نے اُسے خراب کر دیا۔ اب حضور اکرم ﷺ کا جواب سنیں تو روح وجد میں آجاتی ہے۔ فرمایا **افلا جعلتہ فوق الطعام** اگر اُوپر سے اترا تھا تو اُسے اوپر ہی کیوں نہ رہنے دیا یہ جو نمی تھی اوپر کا حصہ چھوڑ کر بیچ میں تو نہیں گھس گئی تھی۔ آسمان کی طرف کیوں ظلم منسوب کر رہے ہو یہ تمہارا ظلم ہے اگر اسے اوپر ہی رہنے دیتے تو ٹھیک تھا کوئی بُرا نہیں تھا تا کہ لوگ دیکھ لیتے، لوگوں کو پتا لگتا کہ آسمان نے اس ڈھیری کے ساتھ کیا کیا ہے پھر جو تمہارا مقدر تھا وہ تمہیں ملتا لیکن تم نے اس کو اندر کیا اور نچلے کو اوپر کر دیا یہ اُلٹ پلٹ کر دینا یہ فساد ہے، یہ دھوکہ ہے، یہ مکر ہے، پھر فرمایا **من غشنا فلیس منا** جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ کے لئے اس میں بڑی گہری نصیحت ہے چھوٹی سی بات ہے بظاہر اور یہ ہمارے معاشرے میں، ہماری اقتصادیات میں روزمرہ کا دستور بنا ہوا ہے۔ اس قسم کا دھوکہ تو دھوکہ سمجھا ہی نہیں جاتا لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ جس نے ایسا کام بھی کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے، جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی نوح میں جو عبارت کا رنگ اختیار فرمایا ہے کہ جس نے یہ کیا وہ ہماری جماعت میں نہیں ہے۔ جس نے یہ کیا وہ ہماری جماعت میں نہیں ہے یہ انداز آپؑ نے حضرت اقدس محمد ﷺ سے ہی سیکھے تھے آپؐ کی یہ طرز بیان تھی کہ جو یہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے، جو یہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ پس اہل مکر کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کا تعلق رسول اللہ ﷺ سے کاٹا گیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری جماعت میں سے نہیں ہے تو وہ جماعت رسول اللہ ﷺ کی جماعت ہے۔ اس کے سوا ہے کیا؟ اگر رسول اللہ ﷺ کی جماعت نہیں تو اس جماعت کی کوئی بھی حیثیت نہیں، مٹی کی بھی قیمت نہیں ہے۔ پس اس کا تعلق اس فقرے سے جوڑیں

کہ فلیس منا۔ ہر مکر کرنے والا ، ہر فریب کرنے والا اس پس منظر کو مدنظر رکھتے ہوئے جو میں نے بیان کیا ہے آنحضرت ﷺ سے اپنا تعلق توڑ لیتا ہے اور جب تعلق توڑ لیتا ہے تو پھر صحیح رستے سے ہٹ کر گمراہی میں جاتا ہے۔ یہ اس آیت کریمہ کی بعینہ تفسیر ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کے سنائی ہے فرمایا بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ بلکہ ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ ان کے مکر نے ان کو سچی راہ سے الگ کر دیا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی راہ سے انہوں نے تعلق توڑ لئے وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ پس ایسا شخص جس کو خدا گمراہ قرار دے دے اس کے لئے پھر کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ خدا کا گمراہ قرار دینا اور محمد رسول اللہ ﷺ کا گمراہ قرار دینا حقیقت میں ایک ہی بیان کی دو شکلیں ہیں جس کو خدا گمراہ قرار دے اس کو آپ گمراہ قرار دیتے ہیں اور جس کو آپ گمراہ قرار دے دیں لازماً وہ خدا کے ہاں گمراہ لکھا جاتا ہے تو اتنے بڑے فتویٰ کے بعد پھر بھی اگر مکر و فریب ہماری سوسائٹی میں جاری رہیں تو اس کے نتائج سے میں نے آپ کو آگاہ کر دیا ہے ان کو پیش نظر رکھ کر ذمہ داری قبول کر کے اگر کسی کو حوصلہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے اپنا تعلق کاٹ لے تو بے شک مکر کرتا رہے۔ لین دین کے معاملات میں مجھے اتنے خطوط ملتے ہیں کہ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے چالاکی کر کے ایسا رنگ اختیار کیا ہوا ہے کہ اگر اس کو پکڑا جائے تو کہے گا میں نے تو نہیں جھوٹ بولا میں نے تو یہ کیا تھا اور یہ کیا تھا حالانکہ شروع سے آخر تک نیت ہی فساد اور دھوکے کی ہے۔ پس مکر کے نتیجہ میں انسان بعض دفعہ پکڑ سے بھی بچ جاتا ہے اور مکر کے پورے منصوبے میں یہ بات داخل ہوتی ہے کہ اگر میں پکڑا جاؤں تو نکلنے کی یہ راہ ہوگی یہ بھی ایک مکر ہی ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ ڈھیری والے نے آنحضور ﷺ کی پکڑ سے بچنے کے لئے اپنی طرف سے کیسی روحانی بات کی ہے۔ یا رسول اللہ! اللہ کا فعل! میں بے چارہ کیا کر سکتا تھا۔ خدا نے آسمان سے نازل کیا جس مصیبت کو خدا نے آسمان سے نازل کیا بندے کا کیا اختیار کہ اس کی راہ میں حائل ہو جائے۔ اس نے بظاہر نیکی کی اور بڑائی کی کتنی بلند رفعت اور بلند پرواز بات کی ہے۔ آسمان کی بات کرتا ہے لیکن دھوکہ زمین پر دے رہا ہے۔ آنحضور ﷺ کے سامنے کوئی چالاکی کام نہیں آسکتی آپ اللہ کے نور سے دیکھتے تھے ایسی باریک نظر تھی، ایسی روشن نظر تھی کہ ہر اندھیرے کا سینہ چیر دیتی تھی۔ پس وہی خدا ہے جو اسی نظر سے آپ کو دیکھ رہا ہے جس نے محمد مصطفی ﷺ کو نور کی

یہ نظر عطا فرمائی تھی۔ اُس کے سامنے ہیں۔ چالاکیاں میرے سامنے کر لیں گے، قضاء کے سامنے کر لیں گے، بعض دوسرے ثالثوں کے سامنے کر لیں گے۔ اللہ کے سامنے چالاکی کیسے کام آئے گی اس کی تقدیر ضرور جاری ہوگی کہ پھر آپ گمراہ قرار دیئے جائیں گے اور دن بدن آپ کا قدم راہ ہدایت سے بھٹک کر گمراہی کی طرف آگے بڑھتا رہے گا۔

پھر بعض دفعہ لوگ جب اسی مکر میں مبتلا ہوتے ہیں تو بعض دفعہ نظام جماعت سے بھی مکر شروع کر دیتے ہیں اور چالاکیوں سے کام لیتے ہیں اور عہدوں کو عزت کا ذریعہ بنا لیتے ہیں حالانکہ جماعتی عہدے جو ہیں وہ تو خوف کا مقام ہیں، اتنی بڑی ذمہ داری کسی پر عائد ہو جس میں وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہو، اس کو خود آگے بڑھ کر مانگ کر قبول کرنا یا تو انسان کے کردار کی بہت بڑی عظمت ہے یا بہت بڑی بیوقوفی ہے۔ عظمت والی بات تو صرف حضرت محمد مصطفی ﷺ پر صادق آتی تھی کہ آپؐ نے اس امانت کو قبول کر لیا جو خدا نے نازل فرمائی لیکن مانگی نہیں تھی قبول کرنے میں بھی بڑی عظمت تھی لیکن عہدوں کو لالچ میں مانگ کر سوال کر کے یا چالاکیاں کر کے عہدے لینا یہ عظمت نہیں ہے یہ انتہائی بیوقوفی ہے۔ اس لئے بیوقوفی ہے کہ اگر آپ کے اوپر ایک ذمہ داری ڈالی جائے تو اس ذمہ داری ڈالنے کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے پھر آپ سے غفلت ہوتی ہے تو آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! ہم نے تو تیری خاطر یہ قبول کیا تھا ہمیں تو کوئی شوق نہیں تھا۔ تو نے یہ ذمہ داری ہم پر ڈال دی ہے اب ہم سے مغفرت کا سلوک فرما، ہماری پردہ پوشی فرما، غلطیاں ہو جاتی ہیں صرف نظر فرما، تو ایسے شخص کی دعا قبول ہوتی ہے خدا اس کی کمزوریوں سے صرف نظر فرماتا ہے مگر جو شوخی کے ساتھ آگے بڑھتا ہے اور اپنی عزت کی خاطر جو بے معنی بات ہے کیونکہ عہدوں میں کوئی عزت نہیں لیکن وہ سمجھتا ہے کہ جماعت کا عہدہ ہے میں سیکرٹری مال بن جاؤں یا امیر مقرر ہو جاؤں تو میری بڑی شان ہو جائے گی جو اس سرسری نظر سے، بیرونی نظر سے عہدوں کو دیکھتا ہے اور آگے بڑھ کر ان کو قبول ہی نہیں کرتا بلکہ شاطرانہ چالوں کے ذریعہ یہ انتظام کرتا ہے کہ عہدہ اس کو ملے، ایسا شخص سوائے اس کے کہ اپنے لئے عذاب سہیڑ رہا ہو، عذاب خرید رہا ہو اس کے سوا اس کو کوئی بھی فائدہ نہیں لیکن نظام جماعت میں بعض معاملات ایسے ہیں، بعض جگہیں ایسی ہیں جو ان باتوں میں دیر سے بدنام ہیں، بعض بستیاں ایسی ہیں جہاں بیس بیس سال سے یہ جھگڑے چلے ہوئے ہیں کہ عہدے پر

کون سا دھڑا قابض ہو اور جتنی تدبیریں چاہیں آپ اختیار کر لیں جتنے کمیشن چاہیں بھجوا دیں مجال ہے کہ وہ لوگ ٹس سے مس ہوں۔ جب انتخاب کرواتے ہیں دوسرے فریق کی طرف سے شکائتوں کی طومار شروع ہو جاتی ہے اور یہ لکھنے لگ جاتے ہیں کہ جی! فلاں نے دھوکہ دیا، فلاں نے دھوکہ دیا، فلاں نے دھوکہ دیا یہ انتخاب بے معنی ہے اور اگر کوئی لوکل دھوکہ نظر نہ آئے تو آنے والے پر الزام لگاتے ہیں کہ جی آپ نے جو ناظر بھیجا تھا ناں وہ بڑا حریص تھا۔ وہ فلاں کی روٹی کھا گیا ہے۔ اس لئے اس کے حق میں اُس نے یہ انتظام کروایا۔ میں نے ایسی جماعتوں کی اصلاح کی بہت کوشش کر کے دیکھی ہے لیکن میری بس نہیں گئی اس وقت میری نظر اس آیت کریمہ پر پڑی کہ جس کو خدا گمراہ قرار دے دے ہوتا کون ہے اس کو ٹھیک کرنے والا۔ ان کی گمراہی ان کے مکر سے وابستہ ہے۔ ان لوگوں نے نظام جماعت کو کھیل بنایا اور جھوٹی عزتوں کے حصول کا ذریعہ بنایا اور چالبازیوں سے عہدوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی پس ان کے لئے خدا کا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے لئے کوئی ہدایت نہیں ہے جب تک یہ اس بدبختی سے باز نہیں آتے، جب تک جماعت کے عہدے کو ایک ذمہ داری نہیں سمجھتے جس کا اُٹھانا بہت بڑی ہمت کا کام ہے دعا اور خوف اور انکسار کے ساتھ اگر انسان اس لئے قبول کرے کہ اگر میں نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا اس وقت ایسا شخص بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ اس پر کوئی حرف نہیں آتا اس کا کسی جماعتی عہدہ کو قبول کرنا ہی بہت بڑی قربانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ جزا پائے گا لیکن ووٹوں میں چالاکیاں جیسا کہ بعض رپورٹیں آتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے سارا سال چندہ نہیں دیا لیکن جن کی خواہش کوئی عہدہ قبول کرنے کی ہوتی ہے وہ اپنے ساتھیوں کے چندے اکٹھے کرتے پھرتے ہیں اور انتخاب سے کچھ دیر پہلے وہ سارے سال کا بقایا اکٹھا کر کے سارے روپے سیکرٹری مال کے حضور پیش کر دیئے جاتے ہیں، اس سے رسید لی جاتی ہے پھر انتخاب کا وقت آتا ہے اس وقت وہ رسید صدر انتخاب کے حضور پیش کر دیتے ہیں کہ دیکھ لیجئے چندہ پورا ہو گیا۔ شروع سے آخر تک ساری کارروائی ہی شرارت ہے، ظلم ہے وہ چندہ کیسا جو خدا کے نام پر دیا جا رہا ہے اور دیا بتوں کو جا رہا ہے ایسا ذلیل اور مکروہ چندہ تو اُن لوگوں کے لئے عذاب کا موجب بنے گا نہ کہ اُن کے لئے کسی ثواب کا باعث ہو گا اور بُت اُن کا وہ شخص ہے جس کی خاطر انہوں نے ووٹ بنوانے کے لئے سارے سال کا بقایا پیش کیا اور اس میں بھی بہت سی مخفی چالاکیاں ہیں جن پر میری نظر پڑتی ہے تو میں حیران رہ

جاتا ہوں لیکن مجبوری ہے۔اس کی زیادہ تفصیل سے چھان بین کی نہیں جاسکتی۔بعض ایسے آدمی میرے علم میں ہوتے ہیں جن کو بہت زیادہ چندہ دینا چاہئے اگر وہ خدا کی خاطر چندہ دیتے تو اُن کا بقایا دس ہزار بنتا لیکن انہوں نے جس بت کی خاطر چندہ دیا ہے وہ تو ہر بیان کو قبول کرے گا وہ تو یہ چاہے گا ووٹر بن جائے سہی،کم سے کم دے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ خدا کی خاطر تو دیا ہی نہیں جارہا،نقصان اگر ہے تو جماعت کا ہے۔اس کو کیا فرق پڑتا ہے اس کو تو صرف ووٹ ملتا ہے۔

پھر وہ اس بات میں بھی بعض دفعہ مدد کرتا ہے کہ جی! تمہارا بنتا ہی اتنا ہے اور اگر سیکرٹری مال کہے کہ تمہارا زیادہ بنتا تھا تو اُس کے ساتھ جھگڑا کریں گے کہ تم انکم ٹیکس کے انسپکٹر لگے ہو تمہیں کیا پتا۔ جھوٹ کا الزام لگاتے ہو چپ کر کے لے لو جو دیا جاتا ہے یہی تھا جو بنتا تھا یہی دیا جارہا ہے۔شروع سے آخر تک دھوکہ ہی دھوکہ اور فساد ہی فساد Exercise ہے اور یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کسی کو پتا نہیں چل رہا۔جب رپورٹیں آتی ہیں تو چاہے وہ امریکہ سے آرہی ہو یا پاکستان کے کسی گاؤں سے آرہی ہو ان رپورٹوں پر پتلی سے جھلی ہے فلم ہے دھوکوں کی اس کے آر پار صاف دھوکہ دکھائی دے رہا ہوتا ہے۔جب فہرستیں دیکھتا ہوں تو حیران ہو جاتا ہوں کہ ان لوگوں نے کتنا ظلم کا سودا کیا ہے۔پیسے ضائع کر دیئے اور شیطان کے حضور ڈالے نام خدا کا لیا۔پھر دوسرے لوگ ہیں وہ یہ شکوے شروع کر دیتے ہیں کہ جناب آپ لوگوں کے نزدیک مال کی قیمت ہے تقویٰ کی کوئی قیمت نہیں ہے۔یہ نظام جماعت ہے جس میں چندے لے کر ووٹ بنتے ہوں،پیسے وصول کر کے ووٹ بنتے ہیں خواہ کوئی نماز پڑھتا ہے یا نہیں پڑھتا۔اُن کا اعتراض اگر بنیادی طور پر فی ذاتہٖ درست بھی ہو تب بھی اُن کی طرف سے دراصل یہ دھوکہ بازی ہے کیونکہ سارا سال جس بھائی نے نماز نہیں پڑھی اس کے لئے اُن کا دل بے چین نہیں ہوا۔سارا سال جس بھائی نے تقویٰ کے اوپر قدم نہیں مارا اُس کے لئے ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی،کوئی کوشش نہیں کی نظام جماعت کو اس وقت اطلاع نہیں کی جب ان کی اصلاح کا وقت تھا اب الیکشن کے موقع پر ان کے تقویٰ کی راہ سے ہٹ جانے کا خیال ان کو کیسے آ گیا؟ الیکشن کے موقع پر ان کی بے نمازیاں کیوں اُن کو چبھنے لگیں صاف ظاہر ہے کہ تکلیف اپنے منتخب نہ ہونے کی یا اپنے کسی ساتھی کے منتخب نہ ہونے کی ہے نہ کہ کسی کی بے راہ روی کی تو تقویٰ کی راہیں بڑی باریک ہیں اور یہ مکر جو ہے یہ ہر چیز میں چلتا ہے نیکی کے نام پر بھی چلتا ہے۔کھلی کھلی بدی کے طور پر تو مکر چلتا

ہی ہے لیکن بڑے بڑے نیک ناموں پر مکر چل رہا ہوتا ہے۔ پس جماعت کے عہدوں کو، جماعت کے نظام کو جو لوگ جھوٹی عزتوں کا ذریعہ بناتے ہیں ان کے لئے میں قرآن کریم کے الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (فاطر:۱۱) یاد رکھو جس کو عزت چاہئے، اللہ ہی کے پاس عزت ہے اس کے سوا آپ کو کوئی عزت نصیب نہیں ہوسکتی۔

خدا کے نظام سے دھوکہ کر کے، فریب کاریوں کے ذریعہ، نظام کی جڑیں کھوکھلی کر کے اور مسلسل دھڑے بازیوں میں مبتلا ہو کر اگر آپ عزت چاہتے ہیں تو کوئی عزت نہیں ملے گی۔ عزت کیسے ملے گی؟ فرمایا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (فاطر:۱۱) کتنا پیارا صاف ستھرا پاکیزہ بیان ہے اور عزتیں حاصل کرنے کا کیسا عمدہ طریق بیان فرمایا۔ فرمایا۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ پہلے تو اپنی نیتوں کو پاک صاف کر کے بات کرو۔ وہی بات خدا کے ہاں قبول ہوگی اور اس کی درگاہ میں قبولیت پائے گی جو طیب ہو۔ طیب ایسی بات کو کہتے ہیں جس میں جھوٹ کی دور کی بھی ملونی نہ ہو۔ ادنیٰ سی بھی ملونی نہ ہو صاف نیت سے بات کی گئی، پاک لفظوں میں بیان کی گئی نہایت ہی خوبصورت مہکتے ہوئے انداز میں سچائی کے ساتھ وہ بات پیش کی گئی نیت بھی پاک تھی، طرز بیان بھی پاک اور بالآخر اُس کا انجام بھی پاک تھا اس کو کہتے ہیں **کلمہ طیبہ**۔ فرمایا یہ کلمہ طیبہ ہے جو خدا تک پہنچتا ہے عزت کے حصول کے لئے وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ اور اس پاک کلمہ کو اونچا کرنے کے لئے عمل صالح کی ضرورت ہے صرف منہ کی پاک باتیں نہ ہوں بلکہ نیک اعمال ان باتوں کو تقویت دے رہے ہوں ان پروں کو توانائی بخشیں کہ وہ پر چل تو سکیں۔ پروں میں طاقت ہی نہ ہو تو وہ کیسے پرواز کریں گے۔ پس کلام کو جو پاکیزہ ہو ایک پرندے کی طرح پیش فرمانا جس میں اُڑنے کی سکت ہے مگر وہ نیک اعمال سے طاقت لیتا ہے۔ اگر نیک اعمال نہیں ہیں تو کلمہ طیبہ میں اڑنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ فرمایا یہی وہ طریق ہے جس کے ذریعہ تم عزتیں حاصل کرتے ہو۔ عزتیں ساری اللہ کے پاس ہیں اور عزت کا سوال وہاں تک کیسے پہنچتا ہے فرمایا۔ نیک باتوں کے ذریعہ، پاکیزہ باتوں کے ذریعہ، ایسی پاک باتوں کے ذریعہ جن کو اعمال صالحہ طاقت بخشتے ہوں۔ پس اگر جماعت کا کوئی عہدیدار اپنی سچائی اور پاکیزگی کی وجہ سے ہر دلعزیز بنا ہو، اگر اُس کے نیک اعمال انتخاب کے وقت پیش نظر ہوں تو یقیناً جو وہ مقام پا گیا ہے وہ عزت کا مقام ہے وہ یقیناً ایسا مرتبہ ہے

جو اُس کے لئے آسمان سے نازل ہوا ہے کیونکہ قرآن کریم نے اس کی تفصیل یہی بیان فرمائی ہے۔ اگر وہ نہیں تو پھر ایک مکروہ بات ہے۔ اس کے سوا اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ (فاطر:۱۲) کہ وہ لوگ جو بدتدبیروں میں ہمیشہ مصروف رہتے ہیں ان کی عمر چالا کیوں میں گزر جاتی ہے۔ منصوبے بنانا، سازشیں کرنا، جھوٹی تدبیریں کر کے جھوٹی عزتیں حاصل کرنے کا شوق، سیاست میں بھی چلتا ہے، دین میں بھی چلتا ہے، ہر جگہ یہی چیز چلتی جاتی ہے۔ فرمایا اُن کے لئے ہم خوشخبری دیتے ہیں کہ اُن کے لئے بڑا سخت عذاب ہے اور اُن کا یہ جو فعل ہے یہ تباہی کی طرف لے جانے والا ہے۔ ان کو اس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکے گا سوائے اس کے کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ یہ تو ہے معاشرے میں مکر۔ مکر کے ذریعہ انسان معاشرے میں کوئی مقام حاصل کرتا ہے۔

کوئی حرص کے ذریعہ کسی کی بچی دھوکے سے حاصل کر لیتا ہے اور پھر اُس پر ظلم کرتا ہے۔ حرص و ہوا کے ذریعہ کسی کا مال غصب کر لیتا ہے۔ دھوکے کے ذریعہ جھوٹی عزتیں حاصل کرتا ہے۔ یہ سارے ایسے مکر ہیں جن کا انجام بالآخر بد ہے اور جو سوسائٹی ان مکروں میں مبتلا ہو اُس کو کبھی آپ سکھ والی سوسائٹی نہیں دیکھیں گے۔ دن بدن دکھوں میں مبتلا ہوتی چلی جاتی ہے۔ عَذَابٌ شَدِيْدٌ کی جو پیشگوئی ہے یہ صرف بعد کی نہیں ہے اسی دنیا کی بھی ہے۔ ان ملکوں کا حال دیکھیں جہاں یہ چیزیں چل رہی ہیں جو ابھی میں نے بیان کی ہیں۔ دن بدن عذاب میں مبتلا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان گھروں کا حال دیکھ لیں جہاں اس قسم کے فساد چلتے ہیں کسی کا آپ نیک انجام نہیں دیکھیں گے۔ ہر وقت دکھ، ہر وقت عذاب، مقدمہ بازیاں، مصیبتیں، کوئی جھوٹا رزق حاصل کیا تو وہ بھی عذاب کا موجب بن جاتا ہے اور عَذَابٌ شَدِيْدٌ اس طرح بھی بنتا ہے کہ اُن کی اولادیں بعض دفعہ ضائع ہو جاتی ہیں یا وہ ہاتھوں سے نکل جاتی ہیں یا وہ ایسے بدکاموں میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ ماں باپ کے لئے ذلت اور رسوائی کا موجب بن جاتے ہیں۔ لوگ ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو آسمان سے اُترتی ہیں اور پھر پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ کئی قسم کے ابتلا ہیں جو گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے لئے عَذَابٌ شَدِيْدٌ ہے تو یہ بالکل اس وہم میں مبتلا نہ ہوں کہ مریں گے تو دیکھا جائے گا اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ یہ عذاب ہے جو دنیا میں شروع ہو جاتا ہے

اور دنیا کا شروع ہوا ہوا عذاب بتا رہا ہے کہ خدا نے معاف نہیں کیا۔ جب خدا نے یہاں معاف نہیں کیا تو آئندہ آپ کیسے خیر کی توقع لے کر آنکھیں بند کریں گے۔ جس کی خدا نے ستاری کرنی ہو اس دنیا میں بھی کرتا ہے۔ جس سے مغفرت کا سلوک کرنا ہو اس دنیا میں ہی کرتا ہے اور اس دنیا میں اس کے لئے کوئی نیا نظام جاری نہیں ہوتا۔ وہی نظام ہے جو اس دنیا میں جاری ہے۔

پس اس لحاظ سے مکر کرنے والوں کے لئے عَذَابٌ شَدِيدٌ کی جو خبر ہے وہ بالکل سچی ہے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ پاکستان کے حالات پر نظر ڈال کر دیکھ لیں آپ میں سے اکثر پاکستانی ہیں جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ کو علم ہوگا کہ یہ کتنی سچی باتیں ہیں کہ یہ جو مکر کی پہلی قسمیں آپ کے سامنے رکھی ہیں یہ عَذَابٌ شَدِيدٌ پر منتج ہوتی ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی خیر ان سے وابستہ نہیں ہوتی۔

دوسری قسم کا مکر سیاست کا دجل وفریب ہے۔ میں نے پہلے بھی اس کی مثال دی تھی کہ خاص طور پر آج کل کی جدید سیاست خواہ وہ مغرب میں کارفرما ہو یا مشرق میں عملاً دجل ہی کا دوسرا نام ہے، فریب کاری ہے۔ غریب ملک بھی فریب کاریوں میں مبتلا ہیں، امیر ملک بھی فریب کاریوں میں مبتلا ہیں فرق صرف یہ ہے کہ امیر کا دجل چل جاتا ہے اور غریب کا چلتا نہیں لیکن غریب ملکوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ اگر انہوں نے امیر ملکوں اور طاقتور ملکوں کے اس فریب سے بچنا ہے تو اُن کی پناہ گاہ مکر میں نہیں ہے کہ یہ جھوٹا خدا ہے۔ ان کی پناہ گاہ سچائی میں ہے اور بتوں کی پرستش کے بجائے ان کو خدا کی پرستش کی طرف واپس لوٹنا چاہئے۔

آج مسلمان ممالک اپنے سیاست کے دجل کی خاطر امریکہ کو کھلم کھلا گالیاں دیں یا نہ دیں مگر آج سارے عالم اسلام کا دل گواہی دے رہا ہے کہ امریکہ نے مسلمانوں کے ساتھ دجل سے کام لیا ہے۔ بوسنیا کے مسلمانوں کی حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی چلی جارہی ہے۔ قومی طور پر صفحۂ ہستی سے اُن کو بالکل مٹا دینے کا منصوبہ ہے جو سامنے کھل رہا ہے۔ اتنے خوفناک مظالم مسلمانوں پر توڑے جارہے ہیں کہ خود مغربی مفکرین یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ہٹلر کے مظالم کو بھی ان مظالم نے شرما دیا ہے۔ پوری کی پوری قوم کی نسل کُشی کا منصوبہ ہے جو آنکھوں کے سامنے عملی جامہ پہن رہا ہے کوئی نہیں ہے جو اس کے خلاف کوئی قدم اُٹھائے ان کے پروگرام جو سیاسی تبصروں کے پروگرام ہوتے ہیں وہ

آپ سن کر دیکھ لیں۔ وہاں آپ کو ہر دفعہ آپ کو یہی بات دکھائی دے گی کہ سب کہتے ہیں ہم باتیں کر رہیں ہیں لیکن ان باتوں کے پیچھے ایک بھی عمل ایسا نہیں جو ان باتوں کے بعد ان کو سچا کرنے کے لئے ظاہر ہو لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ جو باتیں کرتے ہیں وہ بھی بالکل معمولی ہیں۔ جتنے بڑے بھیانک جرم ہو رہے ہیں ان کا جو علاج باتوں میں تجویز ہو رہا ہے وہ علاج ہی کوئی نہیں لیکن اتنا بھی نہیں کرتے۔ ایک طرف بوسنیا کے یہ مسلمان ہیں جن کے ساتھ یہ ظلم ہے اور اس میں سب سے زیادہ مجرم امریکہ ہے جس نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں بلکہ یورپ کے ان ممالک کو بھی آنکھیں بند کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے جن کے اندر بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ نقصان ہوگا اور بالآخر ہمارے لئے یہ چیز فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتی مگر دوسری طرف عالم اسلام کی ہمدردی یہ ہے کہ شیعوں کہ ساتھ ہمدردی پیدا ہوگئی یعنی مسلمانوں میں سے شیعہ ہیں جو ان کی ہمدردی کے مستحق ہیں اور عراق پر ظلم کرنے کے لئے وہ کہتے ہیں کہ تمہارے ملک کا جو یہ حصہ ہے اس پر تم نے اپنے جہاز نہیں اڑانے کیونکہ تم شیعوں پر ظلم کر رہے ہو اور ہم عیسائی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ شیعہ مسلمانوں پر کوئی ظلم ہو۔ کیسی منطق ہے؟ کیا دلیل ہے؟ کون سی سچائی اس میں پائی جاتی ہے؟ الف سے ی تک دھوکہ ہی دھوکہ اور فریب کاری ہی فریب کاری لیکن سنی مسلمانوں کے وہ ممالک جو ان کے ساتھ ہیں وہ بالکل خاموش بیٹھے ہوئے ہیں وہ کوئی انگلی نہیں اُٹھا رہے لیکن یہ دھوکہ یہاں ختم نہیں ہو جاتا۔ یہ جانتے ہیں کہ اگر شیعہ نام کے اوپر انہوں نے بعض شیعہ اقلیتوں کی مدد کی تو اردگرد کے سنی ممالک میں ان کے خلاف ردعمل ہونا لازم ہے پس وہ ردعمل بھی چاہتے ہیں۔ وہ ردعمل جو بھی ظاہر ہوگا وہ ان کے خلاف تو ہو نہیں سکتا کیونکہ طاقتور کے خلاف کمزور کا ردعمل نہیں ہوا کرتا۔ خصوصاً اگر کمزور بددیانت ہو چکا ہو، جھوٹا ہو چکا ہو، فریب کار ہو گیا ہو تو اس کا فریب اُس کے خلاف چلتا ہے وہ طاقتور کی بات کو خاموشی کے ساتھ قبول کرتا ہے لیکن اپنے غصّے معاف نہیں کرتا۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس کے ردعمل کے طور پر دوسری شیعہ اقلیتوں پر سنی اکثریتیں ظلم کرنا شروع کر دیں گی اور یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ دیکھو شیعوں کی وجہ سے ایک سنی اکثریت کے ملک کے اوپر یہ تباہی آئی ہے اور کھلے عام شیعوں کی حمایت کی گئی ہے۔ یہ بات خطرے کا آلارم سعودی عربیہ بھی بجائے گی، وہ منہ سے کہیں یا نہ کہیں، جتنی اُن کی ایران سے دشمنی ہے وہ ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ امریکہ کے بت کے سامنے سر جھکاتے ہوئے وہ

زبان سے کچھ کہیں یا نہ کہیں مگر اس کے خلاف سعودی عرب کا شدید ردعمل ہوگا۔ چنانچہ وہ دوسرے ممالک کو پہلے بھی شیعہ سنی فساد کرانے کے لئے پیسے دیتے ہیں اب وہ اور بھی زیادہ دیں گے کیونکہ ان کو خطرہ ہوگا کہ ایرانی طاقت ہمارے اور قریب آ گئی ہے۔ پس یہ ایسی بات نہیں ہے کہ ان لوگوں کو پتا نہیں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ سازش میں یہ بھی شامل ہیں ایک طرف سُنّیوں پر ظلم کرنے کے لئے شیعوں کو بہانہ بنایا جائے اور بظاہر شیعوں کی حفاظت ہو رہی ہے سُنّیوں پر ظلم ہو رہا ہے لیکن یہ کیا کہ دوسری طرف سُنّیوں کو مجبور کیا جائے کہ پھر وہ شیعوں پر ظلم کریں اور اس طرح سارا عالم اسلام جس کے کبھی کبھی قریب آنے کے امکان ہوتے ہیں نہ صرف پھٹا رہے بلکہ پہلے سے بڑھ کر ایک دوسرے سے دور ہو جائے اور نفرتیں پہلے سے زیادہ بڑھ جائیں۔

یہ وہ ہوشیاریاں ہیں جن کا نام سیاسی مکر ہیں۔ سیاست میں تو اتنے مکر چل رہے ہیں اور ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ دنیا کے کسی خطے پر آپ نظر ڈال کر دیکھیں مکر ہی مکر ہے۔ صرف ایک فرق ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں مثلاً اور اسی طرح ہندوستان میں بھی زیادہ تر مکر اپنے آدمیوں سے ہو رہے ہوتے ہیں۔ سیاست دانوں کی جتنی چالاکیاں ہیں ساری عوام کے مفاد کے خلاف ہوتی ہیں۔ مکر ہیں لیکن وہ مکر اپنوں پر چل رہے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں بھی مکر ہیں مگر غیروں پر چلتے ہیں۔ اپنے لوگ جو ہیں وہ ان کے مکر برداشت نہیں کرتے۔ مجال نہیں صدر بش کی کہ وہ امریکہ کے ساتھ مکر کر کے دیکھے جب بھی مکر کریں یا مکر کی کوشش کرتے ہیں تو جو بھی امریکہ کے پریذیڈنٹ مکر کی کوشش میں ملوث ہوتے ہیں ساری قوم اُن کے پیچھے پڑ جاتی ہے ان کو ننگا کر کے دکھا دیتی ہے۔ کسی کا نام ''Water Gate'' رکھا جاتا ہے۔ کسی کا نام ''Iran Gate'' رکھا جاتا ہے۔ گیٹوں کا بہت شوق ہے لیکن جتنے بھی گیٹ ہیں وہ سارے مکر پر بنتے ہیں۔ بے شک آپ اُن کا جائزہ لے کر دیکھ لیں وہ مکر قوم معاف نہیں کرتی اس لئے کسی بھی مغربی سیاست دان کی مجال نہیں کہ اپنی قوم سے مکر کرے لیکن جب غیروں سے مکر کرتے ہیں تو سب آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ چند ایک شریف دیانت دار صحافی آواز اُٹھاتے ہیں مگر نقار خانے میں طوطی کی کون سنتا ہے۔ وہ آواز صرف تاریخ کے حقائق کو ریکارڈ کرنے کے لئے ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس آواز کی بازگشت آئندہ نسلوں میں سنائی دے گی اور وہ نسلیں ان گزرے ہوئے سیاستدانوں پر لعنتیں بھیجیں گی مگر اس زمانے میں، اس وقت یہ

اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری کوئی پکڑ نہیں ہے ہم طاقتور بھی ہیں، ہم مکار بھی ہیں، فریب میں ہر دوسرے پر بازی لے جاتے ہیں، کون ہے جو ہمارے ہاتھ کو روک سکے گا؟ مگر قرآن کریم خبر دیتا ہے۔ فرماتا ہے۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۸﴾

(النحل: ۴۶ تا ۴۸)

وہ طاقتور مکار (یہاں طاقتور کا مضمون اس میں شامل ہے کیونکہ جو بات بیان کی جارہی ہے وہ طاقتور ہی کا بیان ہے) تو میں کیا سمجھتی ہیں کہ بدی کے مکر کے ذریعہ یہ امن میں رہیں گی۔ ان کو امن نصیب ہوگا۔ کس چیز سے امن نصیب ہوگا۔ کیا اس بات سے امن حاصل کریں گی کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے اور زلزلے آئیں اور ایسے خوفناک زمینی عذاب ظاہر ہوں کہ ان کو ہلاک کر دیں؟ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ یا ایسی طرف سے عذاب آنے شروع ہوں کہ ان کو پتا نہ لگے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

اب امریکہ میں پچھلے دنوں جو خوفناک طوفان آئے ہیں اُس کے نتیجہ میں اب تک بیان کیا جاتا ہے کہ کم از کم پندرہ ارب ڈالر کا نقصان امریکہ کا ہو چکا ہے اور لکھوکھہا انسان شدید مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ ان کے نزدیک تو یہ ایک ارضی حادثہ ہے مگر نہیں سوچتے کہ ارضی حادثات بھی آسمان کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں اور خدا جب چاہے ان کو ٹال بھی سکتا ہے۔ جب چاہے ان کو عذاب کی صورت میں ظاہر فرما سکتا ہے۔ کسی قوم کے اوپر ان کو عذاب کے طور پر ان کی کمر توڑنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

لَا يَشْعُرُوْنَ نے دو باتیں ظاہر کی ہیں کہ ان کو پتا ہی نہیں کہ کہاں سے آرہے ہیں۔ نہ یہ پتا چلتا ہے کہ ہماری بداعمالیاں ہیں جن کے نتیجہ میں یہ سزا ہے اور نہ یہ پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بداعمالیوں کے نتیجہ میں یہ سزائیں مرتب فرما رہا ہے۔ قانون قدرت تو قانون قدرت ہی ہے مگر

قانون قدرت اللہ کی مرضی کے تابع چل رہا ہے۔ پھر فرمایا اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ اور خدا تعالیٰ یہ بھی کر سکتا ہے کہ ان کی حرکات کے دوران ان کو پکڑے۔ تقلب سے مراد ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ اختیار کرنا، ایک طرز کو چھوڑ کر دوسری طرز اختیار کرنا، ایک انداز کو چھوڑ کر دوسرا انداز اختیار کرنا۔ یہ جو چالاکیوں سے کروٹیں بدلتے اور پینترے بدلتے ہیں یا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔ ان کی سیاستیں بھی کروٹیں بدل رہی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسی میں یہ محفوظ ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں چالاکیوں میں ان کو پکڑ سکتا ہے۔ انہی پینتروں میں یہ مارے جائیں گے۔

فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ یہ خدا کی تقدیر کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ اللہ تعالیٰ اگر یہ فیصلہ فرمائے کہ رفتہ رفتہ ان کی عظمتیں ایک قصہ پارینہ بنادی جائیں اور رفتہ رفتہ یہ اپنی بلندیوں سے اُترنا شروع ہوں اور دنیا کی آنکھوں کے سامنے گھٹتے چلے جائیں اور آج طاقتور قومیں کہلاتی ہیں یہ کل کمزور قوموں کی صورت میں دنیا میں ظاہر ہوں، اگر خدا کی تقدیر یہ کام کرنا چاہے تو کون ہے جو خدا کے ہاتھ روک سکتا ہے؟

پس وہ قومیں جو مکروفریب کے ذریعہ اور اپنی طاقت کے برتے پر کمزوروں کو نقصان پہنچاتی ہیں ان کے لئے یہ تین ذریعے ہیں جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں کہ ان ذریعوں سے ان کو سزا ملتی ہے مگر کم ہیں جو نصیحت پکڑتے ہیں۔ مجھے تو اُن مسلمان ملکوں پر زیادہ افسوس ہے جنہوں نے سچائی کو پایا، جن کی خاطر یہ شاندار کلام نازل فرمایا گیا۔ محمد مصطفی ﷺ کے قلب مطہر پر وہ ساری باتیں روشن فرمائی گئیں جو اُس زمانے سے تعلق رکھتی تھیں یا آئندہ زمانوں سے تعلق رکھتی تھیں اور سارے مصائب کے حل بھی کھول کھول کر بیان فرمادیئے گئے۔ پھر بھی ان کی محرومی دیکھیں کہ ایک مکر سے دوڑ کر دوسرے مکر میں پناہ لیتے ہیں۔ جھوٹے بتوں سے بھاگ کر جھوٹے بتوں کی پناہ میں آتے ہیں۔ یہ سوچتے نہیں اور سمجھتے نہیں کہ صرف ایک پناہ ہے اور وہ اللہ کی پناہ ہے۔ اگر یہ سچائی پر قائم ہو جائیں، اگر یہ خدا کی عبادت سچے دل سے کریں اور مکر کے جواب میں اعلیٰ تدبیر سے کام لیں لیکن جھوٹی تدبیر سے کام نہ لیں بلکہ اللہ کی پناہ مانگیں تو وہی ایک پناہ گاہ ہے جو دنیا کے ہر مکر سے ان کو بچا سکتی ہے مگر بدنصیبی ہے کہ لَا يَشْعُرُوْنَ سمجھتے نہیں کہ کیا ہو رہا ہے، دیکھتے نہیں کہ کیا ہو رہا ہے، اللہ ہی ہے جو

ان کو عقل دے۔ ان سب بلاؤں کا جو دنیا پر نازل ہو رہی ہیں دکھ آخر احمدی کے دل پر ٹوٹتا ہے کیونکہ خدا گواہ ہے کہ ہمیں سچے دل سے بنی نوع انسان سے محبت ہے اور سچے دل سے پیار ہے اس لئے میں جماعت احمدیہ کو خصوصیت سے دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔

اس کے بعد ایک اعلان کرنا ہے ملک صومالیہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھوک کے اتنے دردناک عذاب میں مبتلا ہو چکا ہے کہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ بڑی دیر سے کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح ہمارا رابطہ ہو۔ ہم خود وہاں پہنچیں اور خدمتیں کرسکیں اور جماعت نے افریقہ کے غریب ملکوں کے لئے جو قربانی پیش کی ہے اس میں سے صومالیہ کو حصہ دیا جائے کوئی پیش نہیں کی گئی کیونکہ خدمت کے جو انتظامات اور نظام ہیں ان پر بھی ان قوموں کا قبضہ ہے اور اپنی مرضی کے خلاف کسی کو اجازت نہیں دیتے۔ آخر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے اور امریکہ کو بھی ہدایت کی ہے اور انگلستان کو بھی کہ خدمت کے لئے جو روپے آپ کے پاس اکٹھے ہیں وہ جس ادارے کے ذریعہ بھی پہنچتے ہیں وہ دیں تو سہی کچھ نہ کچھ، ہمارے ضمیر کا بوجھ تو کچھ ہلکا ہوگا لیکن باقی دنیا کے ممالک کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جو کچھ توفیق ہے وہ ضرور صومالیہ کے اپنے غریب بھائیوں کے لئے مسلمان کی حیثیت سے نہیں ایک انسان کی حیثیت سے پیش کریں۔ اس کے علاوہ تمام بڑے بڑے ملکوں میں جماعت احمدیہ کو یہ جائزہ لینا چاہئے کہ جس طرح ریڈ کراس وغیرہ انٹرنیشنل سوسائٹیز ہیں اسی طرح اگر مذہبی سوسائٹیاں بھی ایک بین الاقوامی حیثیت سے پہچانی اور جانی جائیں اور اُن کا ایک مقام قائم ہوسکتا ہو تو اب وقت آ گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کو اپنی آزاد سوسائٹی بنانی چاہئے جو جماعت احمدیہ کی مرضی کے تابع خدمت کرے اور تقویٰ اور انصاف کے ساتھ خدمت کرے اور مذہب وملّت اور رنگ ونسل کے امتیاز کے بغیر خدمت کرے۔ اس خدمت میں شریف النفس غیروں کو بھی ساتھ شامل کرے تو جائزہ لینا چاہئے۔ جہاں تک میرا تائثر ہے عیسائی انجمنوں کو اس بات کی اجازت بھی ہے اور باقاعدہ یونائیٹڈ نیشنز کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں اگر میرا یہ تائثر درست ہے تو جماعت احمدیہ کو پورے زور سے کوشش کر کے اب بین الاقوامی خدمت خلق کا ادارہ قائم کرنا چاہئے اور اس ادارے کا دائرہ کار تمام بنی نوع انسان تک عام ہوگا اور اس میں صرف احمدیوں سے چندہ نہیں لیا جائے گا بلکہ دنیا کے کسی بھی شریف النفس انسان سے جو اس ادارے میں شامل ہو کر خدمت کرنا چاہتا ہو اُس کو بھی خدمت کا موقع

دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک آخری بات اب میں جنازے کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی جنازہ غائب ہوگا۔ جماعت کے بہت سے خدمت کرنے والے، پرانے بزرگ اور غیر معروف لیکن نیک لوگ گزشتہ چند ماہ کے عرصہ میں ایسے رخصت ہوئے ہیں کہ ان میں سے بعض کو میں جانتا ہوں بعضوں کے متعلق صدر انجمن کی طرف سے سفارشیں آئی ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق متقی اور پرہیزگار لوگ تھے۔ جنازہ میں مثلاً پورے لوگ شامل نہیں ہو سکے یا بچوں نے بے قراری سے خواہش ظاہر کی ہے یا خود انہوں نے مرنے سے پہلے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کا جنازہ پڑھاؤں۔ ان کی فہرست غالباً سنا دی گئی ہے۔

مسعود جہلمی صاحب کا وصال ہوا۔ جرمنی میں بطور مبلغ فریضہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ کوئی دو تین سال پہلے ایک ابتلا بھی آیا۔ میں ان سے ناراض بھی ہوا اور اس ناراضگی میں میرے لئے بہت تکلیف تھی۔ بعد کے خطبہ میں میں نے تفصیل سے روشنی بھی ڈالی۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ مجھے دیرینہ قلبی محبت تھی اور ان کے سارے خاندان سے بڑا گہرا تعلق تھا لیکن نظام جماعت مجھے اتنا پیارا ہے کہ جب نظام جماعت کو خطرہ دیکھوں تو کوئی قلبی تعلق، کوئی قُرب اس کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتا تو میری بھی آزمائش تھی اور ان کی بھی آزمائش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرمایا اور میں اس آزمائش پر پورا اُترا اور میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی قلبی تعلق نظام جماعت کی حفاظت کے موقع پر میری راہ میں حائل نہیں ہوا اور خواہ کیسا ہی کڑوا وہ فرض تھا میں نے پوری طاقت سے اسی طرح ادا کیا جس طرح کسی غیر کے معاملہ میں میں ادا کرسکتا تھا اور ان پر خدا نے فضل فرمایا کہ غیر معمولی وفا کے ساتھ اور ثبات قدم کے ساتھ اس ابتلا میں نظام جماعت کے ساتھ چمٹے رہے۔ عروہ وثقیٰ سے ان کا ہاتھ نہیں چھوٹا اور اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کی، اپنے رشتہ داروں کو بھی نصیحت کی۔ ان کا تعلق والا ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے ٹھوکر کھائی ہو۔ ان کی وفات کے وقت مجھے خیال آیا کہ ان کے کتبے پر کیا لکھنا چاہئے تو حضرت مصلح موعود کا یہ مصرعہ یاد آ گیا۔ میں نے کہا اور چند باتوں کے علاوہ وہ بہت موزوں رہے گا۔

بے وفاؤں میں نہیں ہوں میں وفاداروں میں ہوں (کلام محمود: ۸۴)

پس یہ وہ ایک ایسا مخلص تھا جس کے متعلق میں یہ اعلان کر سکتا ہوں کہ واقعۃً وفادار تھا اور وفاداروں میں جان دی ہے ۔اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے ۔اور ہمارے دیگر مخلصین کو بھی جنہوں نے زندگیوں میں کئی قسم کی قربانیاں دی ہیں لیکن خدا جانتا ہے کہ کب ابتلا کا وقت آئے ان کو بھی ہر ابتلا میں ثابت قدم رکھے اور وفاداروں میں موت دے ۔بے وفائی کی حالت میں کسی کو موت نہ دے ۔ بڑی بدترین موت ہے وہ کہ ساری عمر انسان خدمت کرے لیکن آخری عمر میں آ کر ابتلا میں ٹھوکر کھا کر بے وفاؤں میں جان دے دے۔

حافظ عبدالسلام صاحب بہت نیک اور پارسا انسان تھے۔لمبا عرصہ تحریک جدید میں خدمت کی ۔بعد میں بھی کراچی میں جو دن گزارے تقویٰ کے ساتھ اور عبادتوں میں دن گزارے۔ دعا گو تھے۔غالباً ۹۸ سال کی عمر میں یا اس کے لگ بھگ ان کی وفات ہوئی ہے۔ان کی بڑی خواہش تھی کہ ان کی زندگی میں میں واپس چلا جاؤں لیکن بہر حال بہت سے ایسے ہیں جن کی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی کچھ اور ہیں جو ان خواہشوں میں جی رہے ہیں۔ان سب کو بھی دعا میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ تمنائیں پوری فرمائے اور باقی سب جن کے نام بیان ہو چکے ہیں ۔عبداللطیف صاحب ستکوہی ہیں اور بھی بہت سے ایسے خدمت کرنے والے ہیں۔ان سب کو نماز جنازہ میں یاد رکھیں۔